طالب محسن

اہل کفر سے قتال

عن أبی هريرة رضی اللّٰہ عنه قال لما توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم واستخلف ابوبكر رضی اللّٰہ عنه بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه لأبی بكر رضی اللّٰہ عنه كيف نقاتل الناس وقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم امرت أن أقاتل الناس حتی يقولوا لا اله الا اللّٰہ فمن قال لا اله الا اللّٰہ فقد عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی اللّٰہ . فقال ابو بكر رضی اللّٰہ عنه واللّٰہ، لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة. فإن الزكاة حق المال. واللّٰہ لو منعونی عقالا كانوا يؤدونه الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم لقاتلتهم علی منعه. قال عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه فواللّٰہ ما هو الا أن رأيت اللّٰہ عزوجل قد شرح صدر أبی بكر رضی اللّٰہ عنه القتال. فعرفت أنه الحق.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے اور انھوں نے کفر اختیار کیا جنھوں نے کفر اختیار کیا تھا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم ان لوگوں سے کیسے قتال کریں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کر چکے ہیں: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک یہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ دیں۔ چنانچہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچالی، الا یہ کہ اس پر کوئی حق قائم ہو جائے۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا، میں ان سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم، اگر انھوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں اس روکنے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا یہ ایسے شخص ہیں جن کا سینہ اللہ نے قتال کے لیے کھول دیا ہے۔ میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔“

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عن سعید ابن مسیب أن أبا هريرة أخبره أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: أمرت أن أقاتل الناس حتی یقول: لا إله إلا اللّٰه. فمن قال: لا إله إلا اللّٰه عصم مني ماله ونفسه إلا بحقه. وحسابه علی اللّٰه.

”حضرت سعید ابن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ انھیں ابو ہریرہ نے بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک یہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ دیں۔ چنانچہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچالی، الا یہ کہ اس پر کوئی حق قائم ہو جائے۔ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔“

عن أبی هريرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: أمرت أن أقاتل الناس حتی یشهدوا أن لا إله إلا اللّٰه ویؤمنوا بي وبما جئت به.

فإذا فعلوا ذلك عصموا منى دمائهم واموالهم إلا بحقها. وحسابهم على الله.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور مجھ پر اور اس چیز پر ایمان نہ لے آئیں جو میں لے کر آیا ہوں۔ پھر جب وہ یہ کر لیں گے تو مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے مال بچالیں گے، الا یہ کہ ان پر کوئی حق قائم ہو جائے۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔''

عن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله. فإذا قالوا: لا إله إلا الله عصموا منى دمائهم وأموالهم الا بحقها. وحسابهم على الله. ثم قرأ انما أنت مذكر لست عليهم بمسيطر.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں۔ پھر جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے مال بچالیں گے، الا یہ کہ ان پر کوئی حق قائم ہو جائے۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: 'انما أنت مذكر لست عليهم بمسيطر'، تم تو بس یاد دہانی کرنے والے ہو، ان پر داروغہ نہیں ہو۔''

عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة. فإذا فعلوا ذلك عصموا منى دمائهم

وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على اللّٰه.

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک یہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کا اہتمام کرنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ جب وہ یہ کر لیں گے تو مجھ سے اپنی جانیں اور اموال بچا لیں گے الا یہ کہ کوئی حق ان پر قائم ہو جائے۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔“

لغوی مباحث

کفر من کفر من العرب: اہل عرب میں سے جس نے کفر اختیار کیا اس نے کفر اختیار کیا۔ یہ عربی زبان میں ایجاز کا اسلوب ہے۔ اس میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل عرب کے قبائل کے دین سے انحراف کی صورت میں پیش آیا تھا۔ مختصراً یہ کہ کچھ لوگ بت پرستی کی طرف پلٹ گئے تھے۔ کچھ نے نئے مدعیان نبوت کی پیروی اختیار کر لی تھی اور کچھ لوگوں نے باقی دین کو مانتے ہوئے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ معاملہ عوامی نہیں تھا۔ قبائل کے سرداروں نے اپنے عوام کو زکوٰۃ دینے سے روک دیا تھا۔ مثلاً بنو یربوع نے زکوٰۃ جمع کر رکھی تھی، لیکن ان کے سردار نے مرکز بھجوانے سے روک دیا۔ اس سارے معاملے کی طرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر اسلوب سے اشارہ کر دیا ہے۔

أمرت: مجہول کا صیغہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی نسبت سے بالکل واضح ہے کہ امر دینے والا کون ہے۔ امر کا فعل اردو کے لفظ کہنا کی طرح محض مشورے اور حکم کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں یہ دوسرے معنی میں آیا ہے۔

یقیموا الصلوٰۃ: اقامت صلوٰۃ کے ایک معنی تو تعدیل ارکان اور نماز کے آداب و واجبات کو کما حقہ ادا کرنے کے ہیں۔ اس کی دلیل اس کے استعمال 'اقام العود' (اس نے لکڑی کو سیدھا کر دیا) میں ہے۔ دوسرے معنی مداومت کے ہیں۔ اس کی دلیل 'قامت السوق' میں ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب بازار میں خرید و فروخت کی گہما گہمی ہو۔ تیسرے معنی سرگرمی اور انہماک کے ہیں اور اس کی دلیل 'قامت الحرب علی ساقها' میں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب جنگ میں لڑائی شدت سے ہو رہی ہو۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ لفظ نماز کے ساتھ آیا ہے اسی طرح دین کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یہاں اس کے سوا کوئی معنی نہیں ہو سکتے کہ دین کو پوری طرح اختیار کر لیا جائے۔ نماز کے ساتھ بھی اس کے معنی یہی ہیں اور ظاہر ہے اس میں تعدیل ارکان، آداب و واجبات کا لحاظ، مداومت اور سرگرمی سب چیزیں شامل ہیں۔

دم: خون کے معنی میں یہ ایک معروف لفظ ہے۔ البتہ اس کے اشتقاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ 'دماء' کے طریقے کی جمع 'دمی' سے بھی بن سکتی ہے اور 'دمو' سے بھی۔ جیسے 'ظبی' کی جمع 'ظباء' آتی ہے اور 'دلو' کی جمع 'دلاء' آتی ہے۔ سیبویہ اور مبرد دونوں کے نزدیک اس کا مادہ 'دمی' ہی ہے۔

عقالا، عناقا: عقال اس رسی کو کہتے ہیں جو اونٹ کو باندھنے کے کام آتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں عناق کا لفظ بھی آیا ہے۔ عناق بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جس کی عمر سال سے کم ہو۔ اگرچہ دونوں لفظ اس جملے میں درست قرار دیے جا سکتے ہیں، لیکن جس غرض سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ بولا ہے اس کے اعتبار سے عقال ہی موزوں ہے۔ یعنی دوسرے الفاظ میں حضرت ابو بکر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ کی مد میں آنے والا ایک پیسہ بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ عقال کا لفظ عام زکوٰۃ کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس سیاق و سباق میں یہ اس معنی میں بھی نہیں آیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

معنی

پہلی روایت میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مکالمے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول بطور دلیل زیر بحث آیا ہے۔ اس کے بعد مسلم رحمہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مختلف متون نقل کیے ہیں۔ اس مکالمے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس معاملے میں تردد تھا کہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال درست ہے یا نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ وہ لوگ کلمۂ توحید پڑھ چکے ہیں ان کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھانے چاہییں۔ اس کے لیے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بھی بطور دلیل پیش کیا۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ وہ نماز اور زکوٰۃ میں فرق نہیں کریں گے۔ حضرت ابو بکر کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے۔ ظاہر ہے یہ مکالمہ نامکمل ہے۔ یہ سوال پوری تفصیل سے زیر بحث آیا ہوگا کہ کسی مسلمان کے خلاف ہتھیار

اٹھانے کے لیے کیا شرائط ہیں اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف یہ شرائط پوری ہوئی ہیں یا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استدلال ہی سے مطمئن ہوئے ہوں گے۔ شارحین کی یہ بات کہ حضرت عمر کے سامنے وہ روایت نہیں تھی جس میں ایمان کے علاوہ نماز اور زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے، اس لیے انھوں نے اختلاف کیا محل نظر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے ایمان نہ لانے کی صورت میں انھیں مار دینے کا حکم سورۂ توبہ میں دیا گیا ہے۔ اور وہیں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ ان کے لیے موت سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ ایمان لائیں، نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ ظاہر ہے سورۂ توبہ کی یہ آیات دونوں اصحاب کے مابین زیر بحث آئی ہوں گی اور انھی کے تحت یہ کارروائی کی گئی ہو گی۔ یہ بات ان جلیل القدر ہستیوں سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ انھیں اہل کفر کے ساتھ جنگ کا حکم دیا گیا ہے قرآن مجید کی کس آیت کے تحت ہے۔ شارحین کی یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے قیاس کو روایت کے مقابلے میں پیش کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید کا صریح حکم تھا اور انھوں نے یقیناً یہی فرمایا ہو گا کہ آپ کا یہ ارشاد قرآن مجید کے اسی حکم کا بیان ہے۔ لہٰذا میں منشائے خداوندی کے تحت ایمان، نماز اور زکوٰۃ میں سے کسی فرق کو روا نہیں رکھوں گا۔ یہی بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اطمینان کا باعث بنی ہو گی۔

شیخین کے مکالمے والی اس روایت میں اگرچہ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے، لیکن امام مسلم نے اس کے دوسرے متون جمع کر کے واضح کر دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی ہے جس کا حکم انھیں سورۂ توبہ میں دیا تھا۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (۹:۵)

”جب حرام مہینے گزر جائیں تو ان مشرکوں کو جہاں پاؤ، قتل کرو، انھیں پکڑو، انھیں گھیرو اور ہر گھات میں ان کی تاک لگاؤ۔ ہاں، اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک، اللہ بخشنے والا ہے، وہ سراسر رحمت ہے۔“

اس آیت کے موقع نزول کو واضح کرتے ہوئے استاد محترم نے لکھا ہے:

”مشرکین عرب ـــــ جب ـــــ مغلوب ہو گئے تو سورۂ توبہ میں اعلان کر دیا گیا کہ اب ان کے ساتھ آیندہ کوئی معاہدہ نہیں ہو گا اور ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے، اس کے بعد رسوائی کا عذاب ان پر مسلط ہو جائے گا جس سے نکلنے کی کوئی راہ وہ اس دنیا میں نہ پا سکیں گے۔ چنانچہ مکہ فتح ہوا اور جس طرح ان کے بعض معاندین بدر اور احد کے قیدیوں میں سے قتل

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کیے گئے تھے، اسی طرح اس موقع پر بھی قتل کر دیے گئے۔ اس سے پہلے سورۂ توبہ کا یہ حکم ان کے بارے میں نازل ہو چکا تھا کہ حج اکبر کے موقع پر اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حرام مہینے گزر جانے کے بعد مسلمان ان مشرکین کو جہاں پائیں گے، قتل کر دیں گے، الاّ یہ کہ وہ ایمان لائیں، نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اس سے مستثنیٰ صرف وہ لوگ قرار دیے گئے جن کے ساتھ متعین مدت کے معاہدات تھے۔ ان کے بارے میں ہدایت کی گئی کہ اگر وہ کوئی خلاف ورزی نہیں کرتے تو ان معاہدات کی مدت تک انھیں پورا کیا جائے گا۔ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ مدت پوری ہو جانے کے بعد یہ معاہدین بھی اسی انجام کو پہنچیں گے جو جزیرہ نمائے عرب کے تمام مشرکین کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے۔‘‘ (میزان ۲۶۸)

اس تفصیل سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کیا مراد ہے۔ اس روایت کے ایک متن میں الناس کی جگہ المشرکین کا لفظ آیا ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الناس کا لفظ ہی بولا ہو تب بھی اس دوسری روایت سے واضح ہے کہ اس زمانے میں اس سے مشرکین ہی سمجھے گئے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر جب ان آیات کے حکم کا حوالہ دیا ہو تو کبھی مشرکین اور کبھی الناس کا لفظ بولا ہو۔ صورت کچھ بھی ہو یہ بات متعین ہے کہ آپ اس روایت میں وہ بات بیان فرما رہے ہیں جو سورۂ توبہ میں آئی ہے۔ چند شارحین کو چھوڑ کر عام طور پر اس روایت کو سورۂ توبہ کے اس حکم کے ساتھ جوڑ کر نہیں دیکھا گیا۔ ہمارے نزدیک حدیث کو سمجھنے کا یہ طریقہ محل نظر ہے۔ قرآن مجید میں جب ایک بات بیان ہوگئی ہو تو حدیث کو اس کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ اس صورت میں اس کا اندیشہ بہت کم ہو جاتا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کا اصل محل نہ سمجھ سکیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اس تفصیل سے چند باتیں متعین ہو جاتی ہیں:

ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا تعلق آپ کی قوم سے تھا۔ سورۂ توبہ کی محولہ آیت کے سیاق و سباق سے بالکل واضح ہے کہ یہ حکم بنی اسماعیل کے مشرکین سے متعلق ہے۔

دوسری یہ کہ ان مشرکین کے لیے زندگی کی ضمانت صرف ایک صورت میں تھی کہ یہ ایمان لائیں اور نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ اس سلسلے میں کسی ایک چیز کے بارے میں کمی کرنے کا اختیار کسی کو نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس معاملے میں کوئی کمی کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

تیسری یہ کہ قرآن مجید کا یہ حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان آیندہ نسلوں کے لیے حکم جہاد کا ماخذ نہیں ہے۔ استاد محترم نے اپنی کتاب ’’میزان‘‘ میں اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’اس سے واضح ہے کہ یہ محض قتال نہ تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جو اتمام حجت کے بعد سنت الٰہی کے عین مطابق اور ایک فیصلۂ خداوندی کی حیثیت سے پہلے عرب کے مشرکین اور یہود و نصاریٰ پر اور اس کے بعد عرب سے باہر کی اقوام پر نازل کیا

گیا۔ لہٰذا یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انھیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ قیامت تک کوئی شخص اب نہ دنیا کی کسی قوم پر اس مقصد سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ کسی مفتوح کو محکوم بنا کر اس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے قتال کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی ہے، اور وہ ظلم و عدوان کے خلاف جنگ ہے۔ اللہ کی راہ میں قتال اب یہی ہے۔ اس کے سوا کسی مقصد کے لیے بھی دین کے نام پر جنگ نہیں کی جا سکتی۔'' (۲۷۰)

چوتھی بات یہ کہ جان سے مار دینے کی یہ ہدایت صرف مشرکین سے متعلق تھی۔ یہود و نصاریٰ کو اپنے دین پر قائم رہنے کی اجازت تھی۔ ان کے لیے سزا محکومی اور جزیہ تھی۔

ان نکات کے متعین ہو جانے سے وہ بحثیں غیر اہم ہو جاتی ہیں جو بعض شارحین نے ان الفاظ کو عموم پر لے کر کی ہیں۔ ہمارے نزدیک انھی شارحین کا نقطۂ نظر درست ہے جو اس روایت کو سورۂ توبہ کے حکم کا بیان سمجھتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے آخر میں دو باتیں مزید واضح کی ہیں۔ ایک یہ کہ جو لوگ یہ تین شرطیں پوری کر دیں گے، وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو جائیں گے جو ان پر قصاص و دیت وغیرہ کی صورت میں عائد ہوں گی۔ جو مسلمان جرائم میں ماخوذ ہو گا، اسے اس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اس طرح آپ نے واضح کر دیا کہ اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اپنی جانب سے غیر مشروط طور پر زکوٰۃ اور نماز کے سوا کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ دوسری یہ کہ ہمارا یہ معاملہ ظاہر سے متعلق ہے۔ اس سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ منافقت اختیار کر کے اگر کوئی معاملہ کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی اپنے آپ کو بچا لے گا۔ ہماری ذمہ داری تو پوری ہو جائے گی، جب ہم اس کے ساتھ اس کے ظاہر کے مطابق معاملہ کر لیں گے، لیکن اسے اس معاملے میں باخبر رہنا چاہیے کہ آخرت کا معاملہ اللہ پر ہے۔ اس کا اسلامی حکومت کے کسی فیصلے سے یہ تعلق نہیں کہ وہ محض اس بنا پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہماری حکومت نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

متون

اس روایت کے اہم متون مسلم میں آ گئے ہیں۔ ان میں دو فرق تو بہت نمایاں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے جس روایت کو بنائے استدلال بنایا ہے، اس میں صرف ایمان کا ذکر ہے اور اس روایت کے باقی متون میں ایمان کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے۔ اس سے واضح ہے کہ مکمل بات یہی ہے۔ حضرت عمر نے جس بات کا حوالہ دیا ہے، وہ اسی کا ایک مختصر بیان معلوم ہوتا ہے۔ جب قرآن مجید میں ایک بات بیان ہو گئی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہے تو اس کے بعد ہم بآسانی طے کر سکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری بات کیا تھی۔ اس سلسلے کی ایک روایت وہ بھی ہے جس میں یہی بات بالکل دوسرے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ بخاری میں ہے:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها وصلوا صلاتنا واستقبلوا قبلتنا وذبحوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا دماؤهم وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على الله. (رقم ۳۸۵)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ یہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیں۔ پھر جب یہ اقرار کر لیں اور ہماری نمازیں پڑھنے لگیں، ہمارے قبلے کی طرف رخ کرنے لگیں اور ہمارے طریقے پر جانور ذبح کرنے لگیں تو ہم پر ان کا خون اور مال حرام ہو گیا۔ الا یہ کہ ان پر کوئی حق قائم ہو جائے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔''

روایت کا یہ متن اس بات کو بالکل واضح کر دیتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ موقعوں پر سورۂ توبہ میں عائد شدہ ذمہ داری کا ذکر کیا تھا۔ کبھی محض اس کی طرف حوالہ کا جملہ بول کر، کبھی اسے من وعن بیان کر کے اور کبھی اس طرح کہ ماننے والے پر وہ علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں کہ وہ اسلامی سوسائٹی کا پوری طرح حصہ بن گیا ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ان کے علاوہ اس روایت کے دوسرے متون میں لفظی فرق بھی ہیں۔ مثلاً مسلم میں جو بات 'کفر من کفر' کے اسلوب میں آئی وہ ایک دوسری روایت میں 'ارتدت العرب' کے اسلوب میں آئی ہے۔ اسی طرح 'أقاتل الناس' کے بجائے 'أقاتل المشركين' بھی آیا ہے۔ کسی روایت میں 'حتى يقولوا لا اله الا الله' کسی میں 'حتى يشهدوا ان لا اله الا الله ويومنوا بي وبما جئت به' اور کسی میں 'حتى يشهدوا أن لا اله الا الله و أن محمدا رسول الله' آیا ہے۔ ایک روایت میں یہ بات کہ ''ان کا مال اور جان محفوظ ہو گئے'' ایک دوسرے اسلوب میں آئی ہے۔ آپ نے فرمایا: 'لهم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم'۔ بعض روایات میں 'عقال' کی جگہ 'عناق' کا لفظ آیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی لفظی فرق ہیں۔ اہم فرق ہم نے بیان کر دیے ہیں۔

کتابیات

بخاری، رقم ۲۵، ۳۸۵، ۱۳۳۵، ۲۷۸۶، ۶۵۲۶، ۶۸۵۵۔ مسلم، رقم ۲۱، ۲۲۔ ابوداؤد، رقم ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲۔ ترمذی، رقم ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۳۳۴۱۔ نسائی، رقم ۲۴۴۳، ۳۰۹۰ تا ۳۰۹۵، ۳۹۶۶ تا

۳۹۸۳، ۵۰۰۳۔ ابن ماجہ، رقم ۷۱، ۷۲، ۱۳۴۵، ۱۷۶۰، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸۔ دارمی، رقم ۲۴۴۶۔ ابن حنبل، رقم ۶۷، ۱۱۷، ۲۳۹، ۳۳۵، ۸۱۴۸، ۸۵۲۵، ۸۸۹۱، ۹۴۶۹، ۹۶۵۹، ۱۰۱۶۱، ۱۰۱۶۲، ۱۰۲۵۹، ۱۰۵۲۵، ۱۰۸۳۴، ۱۰۸۵۲، ۱۳۰۷۸، ۱۴۱۷۴، ۱۴۲۴۷، ۱۴۶۰۰، ۱۴۶۹۱، ۱۵۲۷۸، ۱۶۲۰۵، ۱۶۲۱۱، ۱۹۰۴۳۔ ابن حبان، رقم ۱۷۴، ۱۷۵، ۲۱۶ تا ۲۲۰، ۵۸۹۵۔ ابن خزیمہ، رقم ۲۲۴۷، ۲۲۴۸۔ مستدرک، رقم ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۳۹۲۶۔ صحیفہ ہمام، رقم ۵۰۔ ابویعلیٰ، رقم ۶۸، ۲۲۸۲، ۶۱۳۴۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com